سلسلۂ تصانیفِ حالی
نمبر ۲

مثنوی

حقوقِ اولاد

(ایک باپ اور بیٹے کی گفتگو)

مصنّفہ

شمس العلما مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مرحوم

۱۳۴۲ھ

باہتمام خواجہ فرزند علی

حالی پریس پانی پت میں طبع ہوئی

حالی پریس پانی پت

ایک عرصے سے پانی پت میں ایک مطبع جاری کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ مولانا حالیؒ کی زندگی میں اُن کے دوست جناب مولانا وحید الدین صاحب سلیم نے ایک مطبع اسی نام کا جاری کیا تھا جو چند سال نہایت مفید کام کرنے کے بعد بند ہو گیا۔ اب میں نے اپنے نانا صاحب (مولانا خواجہ الطاف حسینؒ صاحب حالی) مرحوم و مغفور کی یادگار میں ایک نیا مطبع بنام **حالی پریس** جاری کیا ہے۔ اس کا مقدم مقصد یہ ہے کہ مولانا حالی مرحوم کی تمام تصانیف ایک سلسلہ کی صورت میں اور ایک تقطیع پر چھپوائی جائیں اور انکی تصحیح کا پورا پورا اہتمام کیا جائے۔ اسکے علاوہ کوشش کیجاتی ہے کہ اجرت کا کام عمدہ اور جلدی کیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو کفایت کیساتھ کیا جائے۔ پریس کی کامیابی اور اسکی ترقی افسرانِ محکمہ جات اور رؤسا اور پبلک کی سرپرستی اور توجہ پر منحصر ہے۔ اگر یہ حاصل ہو گئی تو ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کرینگے کہ پریس اس سرپرستی کا پورے طور پر مستحق ثابت ہو۔

تصانیفِ حالی

اِس وقت تک مندرجہ ذیل کتابیں سلسلۂ تصانیفِ حالی میں چھپ چکی ہیں

۱۔ **مولود شریف** ۔ یہ کتاب پہلے کبھی نہیں چھپی۔ اس کا مکمل اور مجلد مسودہ مولانا مرحوم کا دستخطی صاف کیا ہوا حال ہی میں دستیاب ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عظمت اور محبت مولانا مرحوم کے دل میں تھی وہ اس کے ایک ایک لفظ سے مترشح ہوتی ہے۔ نئے خیالات کے لوگ اسکو دلچسپ پائینگے۔ خاصکر پرانے خیالات کے مسلمان غالباً اسکو زیادہ پسند کرینگے۔ کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔ تقریباً ۱۰ صفحے۔ قیمت عہ

۲۔ **مجالس النساء** (ہر دو حصہ) مولانا مرحوم کی اولین تصنیف جسمیں لڑکیوں اور لڑکوں کی تعلیم و تربیت کے نظام کا خاکہ ایک نہایت دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں کھینچا گیا ہے۔ والدین خاصکر مائیں اسکو سبق آموز پائینگی۔ دلچسپ اور مفید ہونیکے علاوہ آسان اور سنجیدہ اردو نویسی کا یہ کتاب عمدہ نمونہ ہے۔ تقریباً ۱۲۵ صفحے۔ قیمت ۸ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاڈلا بیٹا تھا اک ماں باپ کا — جان ماں کی اور ایماں باپ کا
دیکھ ایسے ہوتے تھے دونوں باغ باغ — تھا وہی لے دے کے اس گھر کا چراغ
بال بیکا اس کا ہوتا تھا اگر — دل کو رہ جاتے تھے دونوں تھام کر
ہر طرح اس کی رضا مقصود تھی — جان تک اس کے لئے موجود تھی
وقف تھی سب اُس پہ دولت اور مال — پر نہ تھا تعلیم کا اُس کی خیال
روک ٹوک اسکی کسی نے کی نہ تھی — باپ نے جھڑکی تک اسکو دی نہ تھی
گھور سے واقف نہ تھا اُستاد کی — شکل دیکھی ہی نہ تھی جلاد کی
راہ سے مکتب کی کتراتا تھا وہ — نام سے پڑھنے کے گھبراتا تھا وہ
لکھنے پڑھنے کی نہ تھی ترغیب کچھ — گوشمالی تھی نہ تھی تادیب کچھ
تربیت کے بدلے لاڈ اور پیار تھا — لہو و بازی میں سدا سرشار تھا
کھیل میں کرتا تھا برباد آپ کو — اور کچھ پروا نہ تھی ماں باپ کو
جانتے تھے گھر میں ہے دولت بہت — لکھنے پڑھنے کی نہیں حاجت بہت
نوکری کرنی نہیں اُس کو تلاش — تھے اسی کے واسطے سارے معاش

گو رہے بے علم اور نادان یہ پر کسی صورت چڑھے پروان یہ
پیروی کی اک خیالِ خام کی فکر دونوں نے نہ کی انجام کی
جب ہوا وہ نازپروردہ جواں رنگ لائیں انکی بے پروائیاں
پڑا اُس کا وہی آخر کو رنگ لاڈلے بیٹوں کا جو ہوتا ہے ڈھنگ
سامنا ماں باپ کا کرنے لگا ہمسری کا اُنکی دم بھرنے لگا
حق تو اُن کے اس سے کیا ہوتے ادا اور ناراض انکو وہ رکھنے لگا
تھیں ادائیں اُسکی اکثر ناپسند کارگر اس کو ملامت تھی نہ پند
جہل و نادانی کی تھیں طغیانیاں رات دن کرتا تھا نافرمانیاں
اُس کو صحبت تھی تو تھی اغیار سے اُسکی اُلفت تھی تو تھی انفار سے
شہر میں آوارہ کہلاتا تھا وہ چوک میں پاتا تھا جب پاتا تھا وہ
خوف ہوتا تھا نصیحت کا جہاں جا کے بھولے سے نہ پھرتا تھا وہاں
پند سے ناصح کی نفرت تھی اُسے سایہ سے اچھوں کے وحشت تھی اُسے
گھر میں آ اک اک سے لڑ جاتا تھا وہ باتوں باتوں میں بگڑ جاتا تھا وہ
نفس پہ اپنے نہ کر سکتا تھا جبر نام کو اس میں تحمل تھا نہ صبر
دل پہ قابو زینہار اُس کو نہ تھا اور زباں پر اختیار اسکو نہ تھا

جو وہ کرتا تھا اُسے بھرتے تھے سب ۔ اُس سے چھوٹے اور بڑے ڈرتے تھے سب
اصل میں کچھ بد نہ تھی اُسکی سرشت ۔ کر دیے تھے جہل نے اطوار زشت
گو نہ مطلق آدمیت اُس میں تھی ۔ پر جھلکتی قابلیت اُس میں تھی
بد چلن تھا پر نہ تھی طینت بُری ۔ فطرت اچھی تھی مگر عادت بُری
چڑھ رہا تھا اُس پہ بد صحبت کا رنگ ۔ لگ رہا تھا روشن آئینہ کو زنگ
ذات میں اُس کی شرارت تھی نہ شر ۔ ہو گیا تھا بد بدوں میں بیٹھکر
جب گئی حالت بگڑ حد سے سوا ۔ آ گیا دم ناک میں ماں باپ کا
باپ نے اک روز گھر میں بیٹھکر ۔ یوں کہا بیٹے سے اے جانِ پدر
یاد ہیں وہ دن بھی تم کو یا نہیں ۔ جبکہ یہ رعنائیاں تم میں نہ تھیں
جب خبر اپنی نہ تھی کچھ آپ کو ۔ جانتے تھے تم نہ ماں اور باپ کو
پاسباں تھے آپ کے ماں باپ جب ۔ گوشت کا اک لوتھڑا تھے آپ جب
ہل نہ تم سکتے تھے بے امدادِ غیر ۔ تھے نہ یہ اُٹھنے کے اور چلنے کے پیر
ہاتھ اور بازو یہ سب بیکار تھے ۔ سخت بے بس تھے تم اور ناچار تھے
آنکھ سے کیچڑ چھڑا سکتے نہ تھے ۔ منہ سے مکھی تک اُڑا سکتے نہ تھے
آگ پانی میں نہ تھی تم کو تمیز ۔ تھا تمہیں زہر اور امرت ایک چیز

رات دن یکساں سراسر تھا تمہیں
دھوپ اور سایہ برابر تھا تمہیں

بھوک میں بےچین ہو جاتے تھے پر
اپنی بےچینی سے تھے تم بےخبر

پیاس لگتی تھی تو روتے تھے سدا
مانگنا پانی مگر آتا نہ تھا

کھالیا جو کچھ دیا تم کو کھلا
پی لیا جو کچھ دیا تم کو پلا

تلخ و شیریں میں نہ تھا کچھ امتیاز
اس سے رغبت تھی نہ اس سے احتراز

یہ زباں زوری کہیں اصلا نہ تھی
تھی زباں منہ میں مگر گویا نہ تھی

سب کو رو رو کر جگاتے تھے مگر
اپنے رونے کی نہ تھی تم کو خبر

تھی نہ اپنے نفع نقصاں کی سمجھ
درد کی سدھ تھی نہ درماں کی سمجھ

دیتے تھے بہر شفا دارو اگر
سر پہ رو رو کر اٹھا لیتے تھے گھر

گرمی اور سردی میں جب کپڑے بہتر
ہم پہناتے تھے تو کرتے تھے ضدیں

کیچڑ اور گارے سے نفرت کچھ نہ تھی
اور نجاست سے کراہت کچھ نہ تھی

واں اگر ہوتا نہ دم ماں باپ کا
کون رکھوالا تھا اس دم آپ کا

دل کا کہہ سکتے نہ تھے تم مدعا
جانتے تھے کچھ نہ رونے کے سوا

بھوکے یا پیاسے اگر ہوتے تھے تم
کچھ نہ کہتے تھے مگر روتے تھے تم

[illegible] سمجھ لیتے تھے لیکن مدعا
[illegible] کا رونا [illegible]

پیاس میں مضطر جو پاتے تھی تمہیں
ہنس کے پانی پلاتے تھے تمہیں

بھوک میں گر دیکھتے تھے بیقرار
دودھ تھے تم کو پلاتے بار بار

رونے سے تھے معلوم سارے آپ کے
سب سمجھتے تھے اشارے آپ کے

تم کو کچھ تکلیف ہوتی تھی اگر
خود بخود تھی دل کو ہو جاتی خبر

چین ہو جاتا تھا سارا برطرف
پھرتے تھے بیتاب دوڑے ہر طرف

حالتیں سب تھے تمہاری جانتے
آپ کے تیور تھے ہم پہچانتے

ہوتے تھے بیمار وہ از حال جب
رات دن سہتی تھی ماں رنج و تعب

بارہا آنکھوں میں کٹ جاتی تھی رات
اک بلا آتی تھی جب آتی تھی رات

ڈرتے تھے تم غیر صورت سے سدا
ماں کی گودی سے نہ ہوتے تھے جدا

اوپری صورت سے تھے تم بھاگتے
دودھ ہرگز غیر کا پیتے نہ تھے

پر کبھی تم سے ذرا رنج آ سکو نہ تھی
گر تمہارے کام آتی جان بھی

آج بیماری سے فرصت تھی جو کل
آج چیچک کل تھا پسلی کا خلل

کرتے تھے سیانوں کی جا منتیں
مانتے تھے منت ہزاروں منتیں

ناز اٹھاتے تھے طبیبوں کے سدا
ڈھونڈتے پھرتے تھے شربت اور دوا

تعویذ اور سیانوں نے جو بتا دیا
نہ تم چھوڑے کبھی ہم نے کیا

سخت بیماری کو جب پاتے تھے ہم — فکر کے مارے گھلے جاتے تھے ہم
رات اور دن ماں الگ تھی بیقرار — باپ پھرتا تھا الگ زار و نزار
اللہ آمین کرکے ہم لیتے تھے نام — کرتے تھے دم تم پہ سورے صبح و شام
آنکھ پر آتا تھا گر میل آپ کے — دم پہ بن جاتی تھی ماں اور باپ کے
چاہتے تھے تم کو خوش آٹھوں پہر — تم پہ سورے اور بنی یاں جان پر
آپ کی خاطر اٹھائے دکھ پہ دکھ — دس برس تک ایک دن پایا نہ سکھ
ہم پہ گزریں کیسی کیسی سختیاں — گزریں دشمن پر نہ ایسی سختیاں
آئے گی خدمت ہماری یاد جب — ہوگئے تم خود صاحبِ اولاد جب
کی چھٹی ہمنے تمہاری جس طرح — کی ہو شاید ہی کسی نے اس طرح
مونڈن اور ختنہ کیا کس دھوم سے — شہر کو کھانا دیا کس دھوم سے
ہو چکی جب رسم بسم اللہ کی — رائے تھی اسوقت ایک ایک کی یہی
تم کو مکتب میں بٹھانا چاہئے — پڑھنے لکھنے پر لگانا چاہئے
پر نہ مانا دل نے اپنے زینہار — ڈالے اس عمر میں تم پر یہ بار
ایک دو بار امتحاں کے طور پر — تم کو مکتب میں جو دیکھا بھیج کر
سارے دن بیکل تمہاری ماں رہی — اور پڑی تم میں ہماری جاں رہی

پھر تمہارا ہم نے جب دیکھا چال / تم کو ہے جانے سے مکتب کے ملال

جانتے ہو جب بے مزہ ہوتے ہو تم / گھڑیوں ضد کرتے ہو اور روتے ہو تم

جلد مکتب سے اُٹھا ہم نے لیا / آپ کے دل پر نہ میل آنے دیا

دل میں سمجھا ہو نہ جب بچے کو شوق / لطف اُسے پڑھنے میں آئے ہے نہ ذوق

بھیجنا مکتب میں ہے اُس کو ستم / باز آئے ایسے پڑھوانے سے ہم

اپنی رغبت پر آپ پڑھ چڑھ لوگے تم / وقت جب آئیگا خود پڑھ لوگے تم

دوستوں نے ہم کو سمجھایا بہت / اپنے بیگانوں نے بتلایا بہت

کھیل کی جب لگ گئی بچہ کو چاٹ / ہو گیا جی پڑھنے لکھنے سے اُچاٹ

کارگر ہو اُسکو پند اور قید کیا / اُسکے پڑھنے کی ہے پھر امید کیا

یوں سنورنے کا نہیں زنہار یہ / حق میں ہے زہر اسکے لاڈ اور پیار یہ

پیار سے سمجھے تو یوں سمجھاؤ تم / ورنہ اُٹھتے بیٹھتے دھمکاؤ تم

وقت یہ اغماض کرنے کا نہیں / اب کا بگڑا پھر سنورنے کا نہیں

کہتے تھے اپنے پرائے سب یہی / آتی تھی آواز روز و شب یہی

تم کو لیکن ہم نے جِھڑکی تک نہ دی / جبر کرنے کو کبھی چاہا نہ جی

سن تمہارا جب زیادہ کچھ ہوا / پھر پڑھانے کا ارادہ کچھ ہوا

اک معلم رکھا اور اک خوشنویس ۔ یاد ہوگی تم کو ان دونوں کی فیس
ایک کو پانچ ایک کو ملتے تھے دس ۔ یہ رہے نوکر برابر دس برس
اپنے اپنے فن میں تھے ہشیار یہ ۔ پر رہے دونوں سدا بیکار یہ
گرچہ تھی تاکید دونوں کی شدید ۔ پر نہ دی تم نے کبھی انکو رسید
تم کو کب فرصت تھی کود اور پھاند سے ۔ بھاگ گئے تھے تم نوشت وخواند سے
مفت کی تنخواہ وہ پاتے رہے ۔ شام کو ہر روز یاں آتے رہے
تم نے آخر جب نہ کچھ پڑھ کر دیا ۔ دے کے کچھ دونوں کو رخصت کر دیا
ہمنے یہ سمجھا کہ کوشش ہے فضول ۔ ساری تدبیریں ہیں اپنی بے اصول
لکھنا اور پڑھنا ہے سب تقدیر کا ۔ تنگ ہے یاں قافیہ تدبیر کا
جب ہوئے فضل الٰہی سے جواں ۔ سر پہ شادی کا چڑھا بار گراں
منگنیاں ہوتی ہیں اکثر قوم میں ۔ بیاہ ہوتے ہیں برابر قوم میں
کچھ بہت درکار زیور ہے نہ نقد ۔ ہوتے اک شربت کے پیالے پر ہیں عقد
گر کفایت سوچتے کچھ خرچ میں ۔ بیاہ دیتے بس یونہی ہم بھی تمہیں
اپنے دل میں پر یہی ہم نے کہا ۔ ایک بیٹا اور وہ بھی لاڈلا
گو تمام املاک بک جائے مگر ۔ خرچ کیجے بیاہ میں دل کھولکر

کی اگر یاں بھی کفایت پر نگاہ — اور ہم کو کون سے کرنے ہیں بیاہ
وقت یہ آتے نہیں پھر بار بار — کل خزاں ہے آج اگر یاں ہے بہار
ہے فراغت اور عسرت ساتھ ساتھ — کر لیں کچھ ہم بھی کہ اب چلتا ہے ہاتھ
ٹھان کر یہ جی میں دی شادی رچا — اپنے سے جو ہو سکا سب کچھ کیا
گر نہ یاد اپنا رہا ہو تم کو بیاہ — شہر کے چھوٹے بڑے ہیں سب گواہ
رات دن جلسہ تھا ناچ اور رنگ کا — غلغلہ تھا ڈھولک و مردنگ کا
دیکھنے آئی تھی خلقت جھوم جھوم — دور دور تک اس بیاہ کی پہنچی تھی دھوم
دور سب کے دل سے رنج و غم رہا — بیس دن تک یاں یہی عالم رہا
جانتے ہیں قوم کے برنا و پیر — آج تک دیتے ہیں سب اُسکی نظیر
کی نہ دینے میں کفایت پر نظر — جس کو دینا تھا دیا دل کھول کر
اگلی اور پچھلی پرانی اور نئی — شہر کی املاک ساری بک گئی
قرضہ تھا نقدی کا باقی جس قدر — گو ہوئی اُس سے سبکدوشی مگر
رہن تھے جو گاؤں شادی میں کبھی — آج تک بیچین ہوں اُن کے لئے
ہے بہت اُنکے چھڑانے کا خیال — پر بظاہر اُن کا چھٹنا ہے محال
اب بہت نازک ہے حالت آپ کی — پہنچی یہ نوبت بدولت آپ کی

مال اور جان سے زیادہ کوئی چیز　　آدمی کو یاں نہیں ہوتی عزیز
جان سے بھی ہم رہے خدمت گزار　　مال بھی ہم نے کیا تم پر نثار
تم نے جو چاہا کھلایا وہ تمہیں　　تم نے جو مانگا پہنایا وہ تمہیں
گھوڑے بھی چڑھنے کے لئے تم کو دیے　　رکھے خدمتگار خدمت کے لئے
شوق جو اچھا برا تم نے کیا　　ہم نے بھی تائید کی اُس کی سدا
خوب تم نے قدر کی ماں باپ کی　　خوب خدمت کی ہماری داد دی
تھا نتیجہ جاں فشانی کا یہی　　تھا صلہ سوز نہانی کا یہی
باپ کا تم کو ادب اصلا نہیں　　ماں کی خدمت کی تمہیں پروا نہیں
گھر میں دو دو دن نہیں آتے ہو تم　　آتے ہو اک سے لڑ جاتے ہو تم
لوگ شاکی ہیں تمہارے جابجا　　خود بُرا کہہ کے سنتے ہو بُرا
ہیں تمہارے ساتھی اوباش و لفنگ　　تم سے خُردوں اور بزرگوں کو ہے تنگ
پینے والے ہیں تمہارے بادہ خوار　　اور جواری ہیں تمہارے دوستدار
مرغ تم نے بھی لڑائے ہیں بہت　　اور کبوتر بھی اُڑائے ہیں بہت
پر ہمارا حال تم جیسا نہ تھا　　خبط تھا ہم کو بھی پر ایسا نہ تھا
اپنے سب کاموں کو جب نپٹا لیا　　دو گھڑی ان میں بھی دل بہلا لیا

تم تو دنیا اور دیں سب چھوڑ کر
ہو نشے میں مست و غرق آٹھوں پہر

ہے غرض ایسی ہی جو ہے تم کو عشرت
فکر دنیا ہے نہ فکر آخرت

ہم پہ سب ہنستے ہیں اشراف اور ذلیل
کر دیا تم نے تو ہمکو بھی ذلیل

کر چکا تھا قرض پہلے ہی زبوں
اور تم نے کر دیا عزت کا خوں

منہ نہیں ہوتا کسی کے روبرو
خاک میں تم نے ملا دی آبرو

بہتر اپنا یاں سے اٹھ جانا ہے اب
رہ گیا پھر کیا گئی عزت ہی جب

باپ کا تم جانتے ہو اپنے حال
قرض میں جکڑا ہوا ہے بال بال

ہاتھ میں زر ہے نہ بازو میں ہے زور
بار فکروں نے کر ڈالا ہے چور

کام کی باقی نہیں اپنے میں تاب
فکروں سے دے چکی ہمت جواب

گور میں لٹکائے بیٹھے پاؤں ہیں
جا سکے اب ہیں نہ بستی گاؤں میں

آپ میں ہوتا اگر کچھ حوصلا
آدمیت کا تھا اب یہ تقاضا

سر پہ لیتے اپنے گھر کا بوجھ تک
باپ کو فکروں سے کرتے تم سبک

ہم رہے جیسے فدا تم پر مدام
تم بڑھاپے میں ہمارے آتے کام

ہم رہے اب تک تمہاری سربراہ
اب ہمارے بنتے تم پشت و پناہ

ہم بھی ہاں سکھ پاتے کچھ اولاد کا
نام چلتا دیکھتے اجداد کا

پر خدا کو تھا یہی منظور آہ ہوتے وارث کے ہو گھر اپنا تباہ
جب کریں دنیا سے آہنگِ سفر ہم بھرا گھر جائیں ویران چھوڑ کر
خیر اب ہم کو تو یاں رہنا ہے کم کوئی دن کے اور ہیں مہمان ہم
پر تمہیں ہے کاٹنی اک عمر یاں ہو ابھی بفضلِ الٰہی سے جواں
اب بھی اپنی حرکتوں سے باز آؤ ڈھیل پر بازیِ دوراں کی نہ جاؤ
بس گئیں حد سے گزر رسوائیاں کب تلک آخر یہ بے پروائیاں
ناز و نعمت کا زمانہ ہو چکا خوابِ غفلت کا زمانہ ہو چکا
گردشِ گردوں ہے ہر دم گھات میں شاطرِ دوراں ہے فکرِ مات میں
ہاتھ سے جا کر نہیں آتا ہے وقت دیکھو جاتی ہاتھ سے جاتا ہے وقت
گر رہے اب بھی یونہی تم نادرست خود زمانہ تم کو کر دیگا درست
گردشیں دینگی نکال اک ایک بل ٹھوکریں کھا کھا کے جاؤ گے سنبھل
پھر سنبھلنا واں یہ کس کام آئیگا جب سنبھلنے سے نہ سنبھلا جائیگا
ہو گی اڑنے کی ہوس تم کو مگر ہوں گے اڑنے کے نہ اس دم بال و پر
عقل ہو گی پر نہ ہو گا اقتدار عزم ہو گا پر نہ ہو گا اختیار
جبکہ گیتی رنگ یہ دکھلائیگی تب ملامت باپ کی یاد آئیگی

باپ یہ سب کر چکا تقریر جب
سر جھکا کر از رہِ شرم و ادب

عرض کی بیٹے نے ارشاد آپ کا
قبلۂ عالم سراسر ہے بجا

آپ کی اور والدہ کی شفقتیں
آخری دم تک نہ بھولیں گی ہمیں

حق ہیں سب سینے میں مضمر آپ کے
نقش ہیں احسان دل پر آپ کے

میری جو دلجوئیاں کیں آپ نے
وہ نہ کی ہونگی کسی ماں باپ نے

اچھے سے اچھا کھلایا آپ نے
اچھے سے اچھا پہنایا آپ نے

جان و دل ہم پر فدا کرتے رہے
ناز برداری سدا کرتے رہے

ہے بڑے افسوس کا لیکن مقام
شفقتیں کچھ آپ کی آئیں نہ کام

وہ محبت اور نوازش آپ کی
حق میں اپنے زہر قاتل ہو گئی

خدمتِ عالی میں گستاخی معاف
عرض کر سکتا نہیں میں صاف صاف

پر جہاں ہو بات کہنے کا محل
واں نہیں خاموش رہنے کا محل

گو کہ ہوں میں سر بسر تقصیر وار
مجھ سے ہے نوعِ بشر کو ننگ و عار

دھوم ہے میری بدی کی جا بجا
عیب ہے مجھ سے بزرگوں کو لگا

کو بکو آوارہ صبح و شام ہوں
شہر میں رسوا ہوں اور بدنام ہوں

پلے ہنر مجھ سے نہیں ہونے کہیں
پر مری تقصیر کچھ اس میں نہیں

اس سے ہم طلبا اٹھایا آپ نے
بن گئے جیسا بنایا آپ نے

سکھلے میں اچھا نہیں آیا ہے یہ
خیر جو ہا وقت نے فرمایا ہے یہ

اصل فطرت میں ہیں سب بچے رشید
غیب سے آتے ہیں سب بنکر سعید

پھر اُسی سے لیتے پھر جاتے ہیں وہ
جس طرح چاہیں ماں باپ کا پاتے ہیں رہ

سکھنے تھے ہم جستجو میں راہ کی
تھی فقط درکار ہم کو رہبری

آپ نے جو راہ دی ہم کو سب
ہم نے لی وہ راہ بے چون و چرا

آپ کے انعام اور احسان ہیں سب
یوں اگر کہیے تو یوں ہیں ماں سب

پر اگر انصاف کچھ ہو بیچ میں آپ
اس طرح کچھ کو نہ پھر فرمائیں آپ

ذکر بچوں کا جو فرماتے ہیں بات
اپنے احسانوں کے لیے فرماتے ہیں آپ

ہاں مگر رکھنا تھا ماں باپ کی
حق ہیں بچوں کے یہ اک نعمت بڑی

گو نہ ہو ماں باپ کو ان کا خیال
پرورش پاتا ہو بچوں کا محال

پر نہیں دخل اس میں کچھ انسان کا
اس میں ہے ماں باپ کا احسان کیا

جان دے پانی اگر کھیتی میں ڈال
یا وہ کر دے خشک پودوں کو نہال

اس میں پانی کا نہیں کچھ اختیار
ہے یہ خاصیت عطائے کردگار

کچھ نہیں تخصیص یاں انسان کی
ہے یہی خصلت ہر اک حیوان کی

جانور بھی جو نہیں رکھتے تمیز
سب کو بچے اپنے ہوتے ہیں عزیز

بھوک میں دیتے ہیں سب کی خبر
پیار میں کرتے ہیں سب حلق انکا تر

زد میں جب دشمن کی پاتے ہیں انہیں
زور سے دشمن کی بچاتے ہیں انہیں

آنکھ سے اوجھل وہ ہو جاتے ہیں جب
ڈھونڈتے پھرتے ہیں پھر ہو مضطرب

بے غرض الفت وہی حیوان کو
لاگ جو بچوں سے ہے انسان کو

دی ہے اک آگ دل میں قدرت نے لگا
جس سے دل پہ بس نہیں ماں باپ کا

جس کے قابو میں نہیں رہتا ہے دل
مانتے ہیں دل کی جو کہتا ہے دل

فکر میں گھلنا سدا اولاد کے
جھیلنے دکھ ہر بلا اولاد کے

کچھ خوشی ماں باپ کے دل کی نہیں
پر کریں کیا مانتا دل ہی نہیں

وہ تو کرتے لاکھ بار اس سے گریز
کیا کریں ہے مامتا کی آنچ تیز

اس خدا نے ذات ہے جس کی حکیم
جس کی حکمت اور حکومت ہے قدیم

ہوش خردوں کو نہیں جب تک دیا
ان کا ضامن ہے بزرگوں کو کیا

تاکہ بیہوشی میں لیں ان کی خبر
چوکسی ان کی کریں آٹھوں پہر

ہوں اگر بھوکے تو انکو کچھ کھلائیں
ہوں اگر پیاسے تو ان کو کچھ پلائیں

جاگتے سوتے ہوں انکے پاسباں
بیٹھتے اٹھتے ہوں ان پر جانفشاں

اُن کو بے کل دیکھ کر ہوں بیقرار
ان کی بیماری میں ہوں بیماردار

بے بسی کے دن نکلتا ہے یوں
اپنے مدہوشوں کو بلواتا ہے یوں

ہر بشر کو دی ہے مہر اولاد کی
اس طرح دنیا ہے یہ آباد کی

گر نہ ہو یہ تا منا انسان میں
خانماں ویراں ہوں سب اک آن میں

اس سے بچ سکتا کوئی انسان نہیں
اس میں کچھ اولاد پر احسان نہیں

جب کہ دکھتا ہے کوئی عضو بدن
سارے ہو جاتے ہیں بیکل مرد و زن

کرتے ہیں تدبیر ہو سکتی ہے جو
درد کی تکلیف کھو سکتی ہے جو

درد کی جب تک کسک جاتی نہیں
کچھ کیے بن اُنکو بن آتی نہیں

ہے یہی بالکل مثال اولاد کی
کیونکہ ہے جزو بدن اولاد بھی

کل سے اُن کی کل سدا پاتے ہیں دل
دکھ سے اُنکے سب دُکھ جاتے ہیں دل

پیاس میں بچوں کو روتا دیکھ کر
کیا کریں پانی نہ دیں انکو اگر

بھوک میں جب روئیں بچے زار زار
چھوڑ دیں کس طرح اُنکو بیقرار

اُن پہ گر سختی گزرتی ہے فدا
اُن سے یاں ذہن ہوتی ہی سوا

اُن کا خوش جس بات سے ہوتا ہے جی
جشن ہے اُس بات پر اُنکی خوشی

اُن کی کلفت ہے بلا اُن کے لیے
اُن کی راحت ہے غذا اُن کے لیے

طبع انساں کا ہے جب یہ اقتضا — کیا کرے گر ہو نہ بچوں پر فدا
اپنی راحت خوش نہیں آتی کسے — اپنی آسائش نہیں بھاتی کسے
جبکہ مصرف دودھ کا کوئی نہ پائیں — کیوں نہ مائیں اپنے بچوں کو پلائیں
اُن کو بن بچوں کے نیند آئے نہ جب — کیوں نہ چھاتی سے لگا کر سوئیں سب
کس طرح غافل ہوں پھر اولاد سے — جب نہ بن دیکھے ہو چین اولاد کے
کہتے ہیں بچوں کو ہم کرتے ہیں پیار — اور دل کو اپنے دیتے ہیں قرار
ظاہر اُن کی خوشی کرتے ہیں یہ — اور ٹھنڈا اپنا جی کرتے ہیں یہ
مار پر ہاتھ اُن کی اُٹھتا ہے اگر — دل کو رہتا ہے قلق دو دو پہر
اسلئے رکھتے ہیں اُن کو پیار سے — کیونکہ دل دُکھتا ہے اُنکی مار سے
پیار اُنہیں کرتے ہیں سب اپنے لئے — اُن کا دم بھرتے ہیں سب اپنے لئے
ایک شفقت میں ہے دُہری منفعت — پرورش اُنکی اور اپنی مصلحت
چین پر اُن کے بھی ہو شاید نظر — اُن سے چین اپنا مقدم ہے مگر
بھولکر بھی کوئی نام اُن کا لے — پر طبیعت چین یاں لینے بھی دے
شفقتیں ایسی ہی سمجھیں آپ سب — کرتے ہیں بچوں پہ جو ماں باپ سب
اب رہی شادی چھٹی اور بیاہ کی — رسم ڈھونڈن اور بسم اللہ کی

گو ہے یاں دم مارنا بے غیرتی | ناسپاسی اور کافر نعمتی
بات لیکن بے کہے بنتی نہیں | خواہ نفریں کیجیے خواہ آفریں
شادیوں میں آپ نے جو کچھ کیا | میری نظروں میں جو جو کچھ دیا
تھا وہ سب کچھ اپنی عزت کیلئے | نیکنامی اور شہرت کے لیے
تھا بہانہ یہ کہ ہے عقدِ پسر | تھی مگر اپنی نمائش پر نظر
ہر طرف مدح و ثنا تھی آپ کی | ہر زباں پر واہ وا تھی آپ کی
چپ تھے سارے خردہ گیر اور نکتہ چیں | سب یہ کہتے تھے کہ حضرت آفریں
دوست ہی کرتے نہ تھے بس واہ وا | دشمنوں نے بھی لئے تھے سر جھکا
معترف بیگانے اور اپنے تھے سب | تھا جہاں چرچا یہی تھا روز و شب
تھا ہمارا کام اور نام آپ کا | بلکہ تھا سب نام اور کام آپ کا
یاں نہ ہم کو دھیان تک شادی کا تھا | اور نہ ارماں گھر کی آبادی کا تھا
بیاہ یا شادی کا جب سنتے تھے نام | تھا ہمیں اک کا منہ تکنے سے کام
ہم کو تھا شادی سے ایسا ہی لگاؤ | بیاہ کا ہو جیسے اک گڈے کو چاؤ
آپ کے دل میں تھے کچھ ارماں بھرے | بیاہ اُٹھا کر وہ ہمارے سر دھرے
مفت ہم شرمندۂ احساں ہوئے | اور پورے آپ کے ارماں ہوئے

گھر میں جو نقدی تھی یا اسباب تھا
با سہارا تھا کچھ اک جاداد کا

کی نہ حضرت نے نظر انجام پر
کر دیا قربان سب اک نام پر

آپ کی تو نبھ گئی عزت کے ساتھ
سو سے بہتر عیش اور عشرت کے ساتھ

پر ہماری کس طرح ہو گی بسر
گھر میں دولت ہے نہ ہاتھوں میں ہنر

ہے ہمیں اب آفتوں کا سامنا
ہو گیا عزت کا مشکل تھامنا

کر دیا کھوں زور و زر کا آپ نے
گھاٹ کا رکھا نہ گھر کا آپ نے

آپ کو ہوتا اگر منظور یہ
کاہشیں ہم سے رہیں سب دور یہ

جور گردوں سے نہ ہوں پامال ہم
بعد حضرت کے رہیں خوشحال ہم

شادیوں میں رائیگاں کھوتے نہ مال
اپنی شہرت کا نہ کرتے کچھ خیال

کھوتے ہم پہ نہ ذرا افلاس کے
چھوڑ جاتے کچھ ہمارے واسطے

ہم پہ احساں آپ یاں کرتے اگر
علم کی دولت سے کرتے بہرہ ور

کھول کر تعلیم میں دل کرتے خرچ
ہوتا کچھ ہوتا اگر کاموں میں خرچ

علم کا تھا ہم کو بے شک شوق کم
کانپتے تھے نام سے پڑھنے کے ہم

بے خبر تقدیر کی گھاتوں سے تھے
بھاگتے ہم کام کی باتوں سے تھے

تھے نصیحت سے بزرگوں کی نفور
رہتے تھے سایہ سے اُنکے دُور دُور

پاس عزت کا نہ ڈر ذلت کا تھا
پردہ آنکھوں پہ پڑا غفلت کا تھا

تھے مگر ہر طرح بس میں آپ کے
حکم سے باہر نہ تھے ماں باپ کے

ہم سے سرزد جب خطا ہوتی کوئی
یا کہ حرکت ناسزا ہوتی کوئی

گو کہ دل کڑھتا سزا سے آپ کا
دل پہ کرتے جبر پر دیتے سزا

آپ کی خفگی کا ڈر ہوتا اگر
تربیت کا کچھ نہ کچھ ہوتا اثر

گر وطن میں تربیت آساں نہ تھی
کچھ جدائی خارج از امکاں نہ تھی

سوچتے انجام کی بدبختیاں
کرتے فرقت کی گوارا سختیاں

بھیج دیتے گھر سے باہر چند روز
لیتے دھر چھاتی پہ پتھر چند روز

مصلحت پر کرتے الفت کو فدا
کچھ دنوں اپنے سے کر دیتے جدا

یاد سے اپنی بھلا دیتے ہمیں
پر کسی قابل بنا دیتے ہمیں

گر جدائی آپ کو آتی نہ راس
دل ہماری یاد میں رہتا اداس

دردِ فرقت سے نہ کچھ گھبراتے آپ
دل بہلتا جس طرح بہلاتے آپ

شادیوں میں خرچ جو اٹھا فضول
ہم کو آخر کیا ہوا اس سے حصول

تربیت میں اپنی وہ اٹھتا اگر
ہم نہ ہوتے خوار شاید اس قدر

گھر میں کچھ باقی نہ رہتا پیسہ جب
چار سو پاتے کھلی راہِ طلب

ہاتھ میں ہوتا اگر کچھ بھی ہنر
رہتے عزت سے نکل جاتے جدھر

اپنے حق جتنے بتلائے آپ نے
ہم پہ جو احسان جتلائے آپ نے

یوں تو ہیں یہ وہ قابلِ تسلیم سب
کیونکہ ہے ہم کو یہی حکمِ ادب

کچھ ادا ہیں جب دلیں لیکن عوض ہم
اپنا حصہ اُن میں کچھ پاتے ہیں کم

یا پرجا سب ہم کو احسان آپ کے
کچھ اُمیدیں تھیں کچھ ارمان آپ کے

اپنی خوشیاں کرتے تھے پوری مگر
تھی مصالح پر ہماری کم نظر

ایسے احسانوں سے ہو دل شاد کیا
ہم بزرگوں کو کریں گے یاد کیا

باپ سے جوشِ جوانی میں پسر
باتیں یہ کہتے تو کہہ گزرا مگر

کہہ کے جی میں اپنے شرمایا بہت
جراتِ بیجا سے پچھتایا بہت

گو دیئے الزام سب اپنے مٹا
پر نہ مٹ سکتا تھا حق ماں باپ کا

دے رہا تھا باپ کو زک صاف صاف
کہہ رہا تھا دل مگر اس کے خلاف

دعوے احساں سے سبکدوشی کے تھے
پر دبی جاتی تھی گردن بوجھ سے

گو زباں بس میں نہ تھی نادان کی
پر گلے میں تھی کمند احسان کی

کر کے عذرِ شوخ جیتی باپ سے
گر پڑا قدموں پہ آ کر باپ کے

دل جو اُمڈا دیر تک روتا رہا ۔ متصل اشکوں سے منہ دھوتا رہا

گو ہوئی تھی باپ کو خفت کمال ۔ پر یہ دیکھا اُس نے جب بیٹے کا حال

جلد قدموں پر سے سر اُسکا اُٹھا ۔ اپنی چھاتی سے لیا اُس نے لگا

پھر کہا بیٹے سے لے لختِ جگر ۔ کیوں ہوئی تم کو ندامت اس قدر

تم نے جو الزام ہیں مجکو دیے ۔ اس سے بڑھکر کیا خوشی ہو مجھے

شکر ہے اتنی تو ہے تم کو خبر ۔ باپ نے رکھا ہے تم کو بے بہا

سب بُرے تم سے سلوک اُسنے کیے ۔ جو بھلائی کی وہ کی اپنے لیے

باپ تو کہتا ہی تھا تم کو بُرا ۔ تم نے کر دی باپ کی ثابت خطا

چاہیے اس کے سوا کیا باپ کو ۔ باپ کے تم رہنما پیری میں ہو

پر مریجاں ہم تو ہیں پا در رکاب ۔ آنے والی ہے اجل سر پر شتاب

فی الحقیقت گر ہوئی ہم سے خطا ۔ حاصل اب اسکے جتلانے سے ہی کیا

عمرِ رفتہ پھر ملے جب باپ کو ۔ اس نصیحت پر عمل تب ہو تو ہو

جب کہیں بیٹا ہو پیدا دوسرا ۔ عمر بھی اس کو کرے خالق عطا

اور رہے سر پر سلامت باپ بھی ۔ بات بھی بگڑی نہ ہو یوں باپ کی

تب نصیحت ہو تمہاری سودمند ۔ ہو سکے تب باپ اس پر کاربند

جبکہ یہ ممکن نہیں لے جانِ جاں — ہے ہمیں الزام دینا رائیگاں

سرزنش کا وقت ہی جب ہو چکا — سرزنش اب تم نے کی ہمکو تو کیا

رُت ہماری تو گئی ساری گزر — ہو ابھی تم جوہرِ قابل مگر

غلطیاں سب باپ کی ہو جانتے — اپنے نیک و بد کو ہو پہچانتے

باہر چاہو تو آ سکتے ہو تم — ہمنے جو کچھ ہے پا سکتے ہو تم

ایکی پا لغزِ جو کچھ باپ سے — ہے تلافی اس کی ممکن آپ سے

تربیت بیجا کریں ہم یا بجا — تربیت ماں باپ کی ہے چیز کیا

نوجوانی کا نشہ چڑھتا ہے جب — سب دھری رہتی ہے تعلیم اور ادب

ہاں مگر جو عقل خود رکھتے ہیں یاں — ٹھیک رہتے ہیں وہی ہو کر جواں

ہر کوئی بیج اپنا خود بوتا ہے خوب — کام اپنا آپ ہی ہوتا ہے خوب

پہلے اپنا سوچ لو انجام تم — دیتے رہنا پھر ہمیں الزام تم

ہم نے بچپن میں بگاڑا ہے مگر — اب تو تم عاقل ہو خود جاؤ سنور

اب بھی گر حالت نہ بدلی آپ کی — آپ کی بھی پھر مثل ہو گی وہی

باپ نے بیٹے کو نالائق کہا — بیٹا نالائق ہی سچ مچ بن گیا

تا کہ کہنا باپ کا جھوٹا نہ ہو — نسبتِ نالائقی بیجا نہ ہو

ہے پسندیدہ اطاعت باپ کی | پر نہ ایسی جیسی اُس بیٹے نے کی

ہے اگر بیٹا! اطاعت اس کا نام
ایسی ناواجب اطاعت کو سلام

تمت

۶۳۱۵

۳۔ مجموعہ نظمِ حالی۔ مولانا کی نہایت دلچسپ اور نصیحت خیز ۱۸۰ نظموں کا مجموعہ۔ قیمت عہ

۴۔ بیوہ کی مناجات۔ اسمیں ہندوستان کی بیواؤں کی حالتِ زار کا نقشہ نہایت دردانگیز پیرایہ میں کھینچا ہے ۴ر

۵۔ مثنوی حقوقِ اولاد۔ اِس میں اولاد کی باقاعدہ تعلیم و تربیت نہ کرنے کے ہولناک نتائج ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ قیمت ۴ر

۶۔ شکوۂ ہند۔ مسدسِ حالی کے درجہ کی نہایت بےنظیر نظم جسکے پڑھنے سے مسلمانوں کے عروج و زوال اور اُن کے تمام اخلاقِ فاضلہ کا سارا نقشہ آنکھوں کے آگے پھر جاتا ہے۔ قیمت ۳ر

۷۔ چپ کی داد۔ مستورات کی عام اخلاقی خوبیوں مثلاً حیا و شرم۔ عفت و عصمت۔ صبر و تحمل۔ محنت و جفاکشی اور خدمت و طاعت وغیرہ کا بیان نہایت دلفریب اور سلیس نظم میں۔ قیمت ۲ر

۸۔ ضمیمہ کلیاتِ نظمِ اُردو۔ مولانا حالی مرحوم کا فارسی اور عربی کلام نظم و نثر جس سے اِن دونوں زبانوں میں آپ کی قادر الکلامی معلوم ہوتی ہے۔ یہ ضمیمہ مولانا مرحوم کی وفات سے چند روز پہلے شائع ہوگیا تھا۔ لیکن عام طور پر مشتہر نہیں ہوا۔ ۱۵۶ صفحے۔ قیمت ۸عہ

۹۔ مقدمہ شعر و شاعری۔ دیوانِ حالی کا یہ مقدمہ فنِ شعر پر نہایت محققانہ اور عالمانہ تصنیف ہے جسمیں تمام اصنافِ سخن پر نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بحث کیگئی ہے۔ عام مروجہ شاعری کے عیوب اور شعرائے ماضیہ کے کلام پر مبسوط ریویو دیکھنا ہو تو اسے منگائیں۔ قیمت ۸عہ

مندرجۂ ذیل کتابیں زیرِ طبع ہیں

۱۰۔ مکتوباتِ حالی۔ مولانا مرحوم کے خطوط جو انہوں نے اپنے اعزہ و احباب کو لکھے ہیں۔ علاوہ دلچسپ اور سبق آموز اور اردو انشا پردازی کا نمونہ ہونے کے یہ خطوط مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی لائف اور کیرکٹر پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔ تقریباً ۳۵۰ صفحے قیمت سے ر

۱۱۔ تریاقِ مسموم۔ یہ کتاب مولانا نے اپنے ایک ہموطن (پادری عماد الدین) کی کتاب کے جواب میں لکھی تھی جو مسلمان سے عیسائی ہوگئے تھے۔ اس میں ان تمام اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں جو چھپا ہوا

کی طرف سے عام طور پر اسلام کے برخلاف کیے جاتے ہیں۔

۱۲۔ مسدس حالی۔ زمانہ حال کی بہترین قومی نظم اور مسلمانوں کے عروج و زوال کا نہایت پر اثر خاکہ۔

۱۳۔ حیاتِ سعدی۔ حضرت سعدی شیرازی کی مفصل سوانح عمری اور انکی شاعری پر زبردست اور فاضلانہ تبصرہ۔ قیمت عہ

۱۴۔ سوانح عمری حکیم ناصر خسرو (فارسی) حکیم ناصر خسرو بلخ کا نہایت مشہور حکیم فیلسوف اور سیاح تھا۔ پانچویں صدی ہجری میں گذرا ہے۔ مولانا نے اس فاضل حکیم کی سوانح عمری نہایت تحقیق سے لکھی ہے

۱۵۔ یادگارِ غالب۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب کی بہترین اور مفصل سوانح عمری اور ان کی تمام اردو فارسی نظم و نثر پر مبسوط ریویو۔ قیمت ے ر

۱۶۔ حیاتِ جاوید۔ آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں کی نہایت مفصل اور ضخیم سوانح عمری اور ان کے تمام عظیم الشان کارناموں اور کل تصنیفات کا تفصیلی تذکرہ۔ قیمت للعہ ر

۱۷۔ دیوان حالی۔ طرزِ جدید کی شاعری کا بہترین نمونہ۔ قومی۔ علمی اور اخلاقی نظموں کا بیش بہا اور بے نظیر مجموعہ۔ قیمت عہ

کتابوں اور چھپائی کے متعلق راقم سے خط و کتابت کیجائے

المشتہر

خواجہ افرزند علی مینیجر حالی پریس پانی پت

۱- اردو مثنوی

۱۔ لما شکیل

9.11.73